2217 ـ نماز استخارہ کی کیفیت اور دعاء استخارہ کی شرح

سوال

نماز استخارہ کس طرح ادا کی جائے گی ؟

اور اس میں کونسی دعاء پڑھی جائیگی ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نماز استخارہ کا طریقہ جابر بن عبد اللہ تعالی عنہما کی مندرجہ ذیل حدیث میں بیان کیا گیا ہے:

جابر بن عبد اللہ السلمی رضي اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو سارے معاملات میں استخارہ کرنے کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے جس طرح انہیں قرآن مجید کی سورۃ کی تعلیم دیتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

" جب تم میں سے کوئی ایک شخص کام کرنا چاہے تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کر کے یہ دعاء پڑھے:

" اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الأَمْرَ ثُمَّ تُسَمِّيهِ بِعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ قَالَ أَوْ فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْنِي عَنْهُ [واصرفه عني] وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ "

اے اللہ میں میں تیرے علم کی مدد سے خیر مانگتا ہوں اور تجھ سے ہی تیری قدرت کے ذریعہ قدرت طلب کرتا ہوں، اور میں تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں، یقینا تو ہر چیز پر قادر ہے، اور میں (کسی چیز پر) قادر نہیں، تو جانتا ہے، اور میں نہیں جانتا، اور تو تمام غیبوں کا علم رکھنے والا ہے، الہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جس کا میں ارادہ رکھتا ہوں) میرے لیے میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے بہتر ہے تو اسے میرے مقدر میں کر اور آسان کر دے، پھر اس میں میرے لیے برکت عطا فرما، اور اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لیے اور میرے دین اور میری زندگی اور میرے انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اس کام کو مجھ سے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے بھلائی مہیا کر جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کردے.

صحیح بخاری حدیث نمبر (6841) ترمذی اور نسائی اور ابو داود اور ابن ماجہ اور مسند احمد میں اور بھی احادیث ہیں.

ابن حجر رحمہ اللہ تعالی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

الاستخارۃ: اسم ہے، اور استخاراللہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی سے اس نے بہتر چیز اور خیر طلب کی، اس سے مراد یہ ہے کہ ضرورت کے وقت دو کاموں میں سے بہتر اور اچھا کام طلب کرنا.

قولہ: " ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب معاملات میں استخارہ کرنا سکھاتے تھے "

ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: عام کہہ کر خاص مراد لیا گیا ہے، کیونکہ کسی واجب اور مستحب کام کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جائےگا اور نہ ہی کسی حرام اور مکروہ کام کو ترک کرنے کے لیے استخارہ ہو گا، بلکہ جب کوئی مباح اور مستحب کام میں سے دو معاملے ایك دوسرے کے معارض ہوں کہ اسے کونسے عمل سے ابتدا کرنی چاہیے اور کس کام پر اقتصار کرنے کے لیے استخارہ ہو گا.

میں کہتا ہوں: یہ عموم ہر حقیر اور عظیم کام کو شامل ہے، ہو سکتا ہے کسی حقیر اور چھوٹے سے کام کرنے کے نتیجہ میں امر عظیم حاصل ہو جائے.

قولہ: " اذا ھم " جب اسے کوئی کام درپیش ہو.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: " جب تم میں کوئی کام کرنا چاہے تو وہ یہ کہے"

قولہ: " تو وہ فرض کے علاوہ دو رکعت ادا کرے"

اس میں نماز فجر سے احتراز کیا گیا ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالی " الاذکار " میں کہتے ہیں: مثلا اگر کسی نے نماز ظہر کے فرضوں یا دوسری سنت مؤکدہ کے بعد دعاء استخارہ کہی، ... اور ظاہر یہ ہوتا ہے ایسا کہا جائے:

اگر اس نے بعینہ اس نماز اور نماز استخارہ کی نیت کی تو یہ کافی ہو گی، لیکن اگر نیت نہ کی تو پھر نہیں.

اور ابن ابی جمرہ کہتے ہیں: نماز کو دعاء سے مقدم کرنے میں حکمت یہ ہے کہ: استخارہ سے مراد دنیا اور آخرت کی خیروبھلائی جمع کرنا ہے، اس لیے مالك الملك کا دروازہ کھٹکھٹانے کی ضرورت ہے، اور اس کے لیے نماز سے بہتر اور افضل اور نفع مند چیز کوئی نہیں، اس میں اللہ تعالی کی تعظیم اور اس کی حمد و تعریف اور ثناء، اور مالی اور حال کے اعتبار سے اللہ تعالی کی طرف محتاجگی ہے.

قولہ: " ثم لیقل" پھر یہ کہے" ظاہر یہ ہے کہ یہ دعاء دو رکعت نماز سے فارغ ہونے کے بعد پڑھی جائیگی، اور یہ بھی

احتمال ہے کہ اس میں نماز کے اذکار اور دعاء کی ترتیب ہو تو اس طرح فراغت کے بعد اور سلام پھیرنے سے قبل دعاء پڑھے۔

قولہ: " اللہم انی استخیرك" یہاں باء تعلیل کے لیے ہے، یعنی اس لیے کہ اے اللہ تو زیادہ علم والا ہے۔

اور اسی طرح " بقدرتك" میں بھی باء تعلیل کے لیے ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ باء استغاثہ کی ہو۔

قولہ: " استقدرك" اس کا معنی یہ ہے: میں تجھ سے طلب کرتا ہوں کہ مطلوبہ عمل اور کام پر مجھے قدرت عطا کر، اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہو: میں تجھ سے اس کام میں آسانی اور سہولت کا طلبگار ہوں، یعنی میری قدرت میں کردے۔

قولہ: " و اسئلك من فضلك " یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ رب کی جانب سے عطاء اس کی جانب سے فضل ہے، اور کسی ایک کو بھی اس کی نعمتوں میں اس پر حق حاصل نہیں، جیسا کہ اہل سنت کا عقیدہ ہے۔

قولہ: " فانك تقدر و لا اقدر، و تعلم و لا اعلم" تو قدرت اور طاقت رکھتا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور مجھے علم نہیں۔

یہ اس طرف اشارہ ہے کہ یقینا علم اور قدرت صرف اللہ وحدہ کے لیے ہی ہے، اور اس میں سے بندے کے لیے وہی ہے جو اللہ تعالی نے اس کے مقدر میں رکھا ہے۔

قولہ: " اللہم ان کنت تعلم ان ھذا الامر" اے اللہ اگر تجھے علم ہے کہ یہ کام۔

اور ایك دوسری روایت میں ہے: " پھر اس کام کا بعینہ نام لے" اس کا ظاہر سیاق یہی ہے کہ اسے زبان سے ادا کرے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ دعاء کرتے وقت اس کام کو اپنے ذہن میں رکھے۔

قولہ: " فاقدرہ لی " یعنی اسے میرے لیے پورا کر دے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے: میرے لیے اس کام کو آسان کر دے۔

قولہ: " فاصرفہ عنی و اصرفنی عنہ " اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور کر دے۔

یعنی اس کام کو چاہنے کے باوجود اس کام کو نہ کر سکنے کی حالت میں اس کے دل میں کچھ باقی نہ رہے۔

قولہ: " و رضنی " یعنی مجھے اس پر راضی کر دے، تا کہ میں اسے طلب کرنے اور نہ ہی اسے کرنے پر نادم نہ رہوں، کیونکہ مجھے اس کے انجام کی خبر نہیں، اگرچہ میں اس کام کو کرنے کی خواہش کے وقت اس پر راضی تھا۔

اس میں راز یہ ہے کہ اس کا دل اس کام کے ساتھ معلق نہ رہے اور وہ کبیدہ خاطر نہ ہو، بلکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے، اور فیصلہ اور قضاء پر راضی اور سکون نفس حاصل ہو سکے.

حافظ ابن حجر رحمہ تعالی کی شرح کی تلخیص ختم ہوئی، دیکھیں: کتاب الدعوات و کتاب التوحید صحیح البخاری.

واللہ اعلم .